



سوال

(92) سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جنتی عورتوں کی سردار ہیں

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

راقم الحروف کو صحیح بخاری و صحیح مسلم کی ایک حدیث کی وضاحت درکار ہے۔ آپ سے التماس ہے کہ اس کی وضاحت ماہنامہ ”الحديث“ میں شائع فرمادیں۔ جزاکم اللہ خیرا۔

سیدۃ النساء کون؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی علالت شروع ہوئی تو ایک دن سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے آئیں۔ آپ نے مر جا کہہ کر ان کا استقبال کیا اور ان کو برابر بٹھالیا اور ان سے سرگوشی میں کچھ کہا جس پر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں۔ دوبارہ سرگوشی فرمائی تو سیدہ فاطمہ ہنسنے لگیں۔ میں (سیدہ عائشہ) نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے یہ سوال کیا کہ کیا راز و نیاز کی باتیں ہونیں؟ یہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا راز افشا نہیں کر سکتی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد میں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو گفتگو کی تھی وہ بیان کرو۔ انھوں نے کہا: اب کوئی حرج نہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی بار فرمایا تھا کہ ”میری موت قریب آگئی ہے۔“ اس پر میں رونے لگی۔ دوبارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرگوشی فرمائی ”کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم مومنین کی عورتوں کی سردار ہو یا امت کی عورتوں کی سردار ہو؟“

(صحیح مسلم: ۲۳۵۰) اور صحیح بخاری (۶۲۸۵، ۶۲۸۶) میں آخری الفاظ یہ ہیں: ”کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم جنتی عورتوں کی سردار ہو یا مومنین کی عورتوں کی؟“ یہاں چند امور غور طلب ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خطابات فرمائے اس میں خود راویوں کا اختلاف ہے۔

۲۔ ایک بیٹی جس کو یہ اطلاع دی گئی ہے کہ عمقریب اس کے والد کا انتقال ہونے والا ہے اور وہ اس بات پر رورہی ہے کیا محض خطاب دینے سے وہ خوش ہو جائے گی؟

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات قریب ہونے کی اطلاع مختلف مواقع پر ظاہر کر دی تھی یہ کوئی ایسی بات نہ تھی جو مخفی ہو۔

۴۔ کیا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا و دیگر ازواج مطہرات کی بھی سردار ہوں گی؟

۵۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد صحابہ کے مناقب بیان فرمائے اور فضیلت کا اظہار بھی فرمایا تو کسی موقع پر بھی انخفاء سے کام نہیں لیا۔ یہ ایسی خاص بات نہ تھی جو وفات رسول صلی اللہ علیہ وسلم تک ظاہر نہیں کی جاسکتی تھی۔

۶۔ فراس (راوی) کی روایت میں صراحت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے سرگوشی کے بارے میں پوچھا حالانکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آنے کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی حالت نہیں رہی تھی کہ کھڑے ہو سکیں۔

۷۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں، جن میں سے سیدہ زینب اور سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا نے اسلام کی خاطر مصائب برداشت کئے۔ ان سب کو پھوڑ کر صرف سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سیدۃ النساء کہنا محل نظر ہے!۔



حقیقی سیدۃ النساء کون؟ اب قرآن کی رو سے حقیقی سیدۃ النساء کون ہیں، ملاحظہ فرمائیں :

۱۔ اللہ تعالیٰ نے متعدد بار ازواجِ مطہرات کو ”یا نساء النبی“ کہہ کر خطاب کیا ہے پورے قرآن میں کس مقام پر بھی ”یا بنات النبی“ کہہ کر صاحبزادیوں کو مخاطب نہیں کیا گیا اور نہ کسی جگہ ان کی فضیلت کا ذکر ہے۔ یہ امر خود اس بات کی دلیل ہے کہ امت کی خواتین میں ذکر کے قابل صرف ازواجِ مطہرات تھیں۔ اگر کوئی اور خاتون اس مقام پر پہنچتی تو اس کا بھی ذکر کیا جاتا۔ حالانکہ سابقہ امتوں میں سے مریم بنت عمران اور آسیہ امراة فرعون کا ذکر کیا۔ ازواجِ مطہرات کی فضیلت کی صرف یہی دلیل کافی ہے اور از روئے قرآن ازواجِ مطہرات کا جنتی ہونا یقینی ہے۔ (سورۃ احزاب)

۲۔ جس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو امت کے مقابلے میں ہر عمل کا دوہرا اجر ملتا ہے، اسی طرح ازواجِ مطہرات کے ساتھ اسی اصول کو بیان کرنے سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ازواجِ مطہرات تمام امت کی رہنما ہیں اور ان کی اقتدا امت پر لازم ہے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ کوئی امتی خواہ کتنا ہی بلند مقام حاصل کر لے ازواجِ مطہرات کے مقام کو نہیں پہنچ سکتا اس لئے کہ جو عمل سیدنا علی، سیدہ فاطمہ، سیدنا حسین رضی اللہ عنہم اجمعین انجام دیں تو انہیں اکہرا (ایک) اجر ملتا ہے اور وہی عمل اگر سیدہ عائشہ یا ام حبیبہ رضی اللہ عنہما انجام دیں تو انہیں دوہرا اجر ملتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ کوئی امتی ازواجِ مطہرات کے مقام کو نہیں پہنچ سکتا۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو بشرطیکہ تقویٰ اختیار کرو۔“ (الاحزاب: ۳۲)

اب اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ سابقہ امتوں میں سے مریم بنت عمران، آسیہ امراة فرعون یا اس امت میں سیدہ فاطمہ کو امہات المؤمنین میں سے کسی پر فضیلت حاصل ہے تو یہ یقیناً قرآن کا انکار ہے۔ دنیا کی کسی عورت کو امہات المؤمنین کے برابر قرار دینا ہی گناہِ عظیم ہے بجا کہ ان پر فوقیت دینا۔

۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”مردوں میں تو بہت کامل گزرے ہیں لیکن عورتوں میں مریم بنت عمران اور آسیہ امراة فرعون کے علاوہ کوئی کامل نہیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو تمام عورتوں پر ایسی ہی فضیلت ہے جیسے ثریدہ کو کھانوں پر“

اس حدیث میں اس بات کی نفی فرمائی گئی ہے کہ خواتین میں ان دو خواتین کے علاوہ کوئی کامل نہیں ہونیں۔ اس فرمان سے تمام خواتین خارج ہو گئیں لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدہ عائشہ کو مستثنیٰ قرار دینا اور انہیں دنیا کی ساری عورتوں پر فضیلت دینا، اس امر کا ثبوت ہے کہ اصل مقام فضیلت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو حاصل ہے اور یہ مقام کسی اور کو حاصل نہیں ہو سکتا۔

۵۔ قرآن مجید میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ازواجِ مطہرات سے شادی کرنے کی ممانعت کر دی گئی۔ ایسی کوئی ممانعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کے نکاح سے متعلق نہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی صاحبزادیوں کا دوسروں سے نکاح کرنا اور اللہ تعالیٰ کا لوگوں کو منع کرنا کہ آپ کی ازواج سے نکاح نہ کیا جائے، اس امر کا ثبوت ہے کہ ازواجِ مطہرات صاحبزادیوں کے مقابلے میں ایک ممتاز حیثیت رکھتی ہیں۔

۶۔ ازواجِ مطہرات کی ایک اور فضیلت بھی ملاحظہ فرمائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

”نبی تو مؤمنین کے لئے ان کی اپنی ذات پر مقدم ہیں اور نبی کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔“ (الاحزاب: ۶)

لہذا تمام امت پر بشمول سیدنا علی و سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہما امہات المؤمنین کی اطاعت فرض ہوئی۔

۷۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا سب سے بڑا مقام یہ ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ان کی براءت میں سورۃ النور کی ابتدائی آیات نازل فرمائیں۔

۸۔ طویل حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیگر امہات المؤمنین کی وکیل سیدہ فاطمہ کو فرمایا: کیا تو اس (سیدہ عائشہ) سے محبت نہیں کرتی جس سے میں محبت



کرتا ہوں؟ سیدہ فاطمہ نے عرض کیا: کیوں نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اس (سیدہ عائشہ) سے محبت کر۔ یہاں پر سیدہ عائشہ کی فضیلت اظہر من الشمس ہے۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

سب سے پہلے یہ عرض ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ”سیدۃ نساء اہل البیت“ والی حدیث بالکل صحیح ہے۔ اسے امام بخاری و مسلم کے علاوہ امام احمد بن حنبل (۲۸۲/۶) ابن ماجہ (۱۶۲۱) نسائی (فضائل الصحابہ: ۲۶۳، السنن الکبریٰ: ۶۳۶۸، ۴۰۴۸، الوداود ڈاٹا بیس: ۱۳۴۳) ابن سعد (الطبقات ۲/۲۳۴-۲۳۸) ابویعلیٰ الموصلی (۶۴۳، ۶۴۳۵) طحاوی (شرح مشگل الآثار: ۵۹۳۵، تنقیح الانحیار ۹۸/۹-۹۹) طبرانی (المکبیر ۲۲/۲۱۹ ح ۱۲۰۳۲، ۱۰۳۳) اور بیہقی (دلائل النبوة ۶/۳۶۳، ۱۶۵، ۱۶۳/۴) وغیرہم نے ”فراس عن الشعبي عن مسروق عن عائشہ“ رضی اللہ عنہا کی سند سے بیان کیا ہے۔ نیز دیکھئے الموسوعة الحدیثیة (ج ۲۲ ص ۱۰، ۱۱)

فراس بن یحییٰ الہمدانی کو جمہور محدثین نے ثقہ قرار دیا ہے۔ اسماء الرجال کے جلیل القدر امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے بھی فراس کو ثقہ قرار دیا ہے۔ (تاریخ عثمان بن سعید الدارمی: ۷۱)

امام اہل سنت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فراس کو ثقہ کہا۔ (مسائل ابن ہانی ۲/۲۱۳، ۲۱۴)

جمہور کو توثیق کے مقابلے میں بعض الناس کی جرح مردود ہے۔

عامر الشعبي ثقہ مشہور فقیہ فاضل تھے۔ (دیکھئے تقریب التہذیب: ۳۰۹۲)

مسروق بن الاعدع الہمدانی رحمہ اللہ: ثقہ فقیہ عابد تھے۔ (دیکھئے تقریب التہذیب: ۶۶۰۱)

معلوم ہوا کہ یہ سند بالکل صحیح ہے۔

اس مضموم کی روایت مسروق کے علاوہ ابوسلمہ بن عبد الرحمن بن عوف نے بھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کر رکھی ہے۔ دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ (۱۲/۱۲۶ ح ۳۲۲۶۰ و سندہ حسن) فضائل الصحابہ للنسائی (۲۶۱ السنن الکبریٰ لہ: ۸۳۶۶) صحیح ابن حبان (الاحسان: ۶۹۱۳ دوسرا نسخہ: ۶۹۵۲)

ابوسلمہ ثقہ مکثر (کثرت سے حدیثیں بیان کرنے والے) ہیں۔ دیکھئے تقریب التہذیب (۸۱۴۲) اور ان تک سند حسن لذاتہ ہے۔ محمد بن عمرو بن علقمہ اللیثی جمہور کے نزدیک موثق ہیں لہذا حسن الحدیث ہیں۔ ”سیدۃ نساء اہل البیت“ کے مضموم والی روایت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ درج ذیل صحابہ سے بھی مروی ہے:

۱۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ (النسائی فی الکبریٰ: ۸۳۶۵ و سندہ حسن، المستدرک للحاکم ۱۵۲/۳ و صحیحہ و وافقہ الذہبی)

۲۔ ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ (المستدرک للحاکم ۱۵۳/۳ ح ۴۳۳ و سندہ حسن و صحیحہ الحاکم و وافقہ الذہبی)

۳۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ (احمد ۲۹۳/۱ ح ۲۶۶۸، و سندہ صحیح، ۳۱۶/۱، ۳۲۲، مسند عبد بن حمید: ۵۹۴، النسائی فی الکبریٰ: ۸۳۶۳، الطحاوی فی مشگل الآثار، تنقیح الانحیار ۹/۱۰۱)

ح ۶۳۰۵، البولعیلی: ۲۰۲۲، المستدرک ۳/۶۰ ح ۴۵۳ و صحیح الحاکم ووافقه الذہبی)

۴۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ (الآحاد والمثنائی لابن ابی عاصم: ۲۹۶۱ و سندہ حسن، والطبرانی فی تفسیرہ ۳/۲۶۳، الکامل لابن عدی ۳/۵۳۳، الکبیر للطبرانی ۲۲/۳۰۲ ح ۱۰۰۳)

اس روایت کی سند حسن لذاتہ ہے۔ اس کے شواہد کئے دیکھئے مسند احمد (۱۳۵/۳) سنن الترمذی (۳۸۷) وقال: ”صحیح“ و هو صحیح بالشواہد) مصنف عبدالرزاق (۲۰۹۱۹) و صحیح ابن حبان (الاحسان ۶۹۱۲/۶۹۵۱، ۶۹۶۳/۷۰۰۳) المستدرک للحاکم (۳/۱۵۷ ح ۴۷۵) ”من حدیث قتادۃ عن انس رضی اللہ عنہ“ فضائل الصحابہ لاحمد (۱۳۳۲، ۱۳۳۸) والمستدرک (۳/۱۵۷، ۱۵۸) ”من حدیث الزہری عن انس رضی اللہ عنہ“

۵: ام سلمہ رضی اللہ عنہا (سنن الترمذی: ۳۸۷۳ وقال: ”حسن غریب“ و سندہ حسن)

معلوم ہوا کہ یہ روایت یقینی و قطعی طور پر صحیح ہے۔ واللہ

اس تمہید کے بعد غور طلب امور کی وضاحتیں درج ذیل ہیں:

(۱) راویوں کا بعض اختلاف قطعاً مضر نہیں ہے کیونکہ مضموم ایک ہے۔

(۲) جی ہاں! اسے سو فیصد یقین ہے کہ اس کا ابا سچا رسول ہے جس کی ہر بات برحق ہے۔ اپنے ابا سے ملاقات پر ہر مومن کو خوشی ہوتی ہے اور ہر مومن کا مطلوب و مقصود اخروی کامیابی ہی ہے۔

(۳) وفات کے قریب الوقوع ہونے کی خبر تو آپ نے بیان فرمادی تھی۔ اس حدیث میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات اور سیدۃ النساء اہل البیت کی خبر بھی بیان فرمادی جو مخفی نہ رہی بلکہ حدیث کی کتابوں میں صحیح سند کے ساتھ مدون ہو کر ہمیشہ کے لئے حجت قاطعہ بن گئی۔

(۴) اس حدیث میں اس بات کا کوئی ذکر نہیں ہے اور یہ عام لوگوں کو بھی معلوم ہے کہ عام میں سے تخصیص ہو سکتی ہے لہذا مضموم یہی معلوم ہوتا ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جنت کی عام عورتوں کی (باستثنائے اپنی والدہ محترمہ خدیجہ رضی اللہ عنہا وامہات المؤمنین) سردار ہوں گی۔ واللہ اعلم

(۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی ہے جب آپ نے مناسب سمجھا بیان فرمادیا۔ آپ نے ساری باتیں ایک دفعہ ہی تو بیان نہیں فرمائیں بلکہ مختلف مواقع و مختلف مجالس میں علم و حکمت کے موقی بہادینے۔ فداہ ابی وامی

(۶) یہ کہنا کہ ”مرض وفات میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی حالت نہیں رہی تھی کہ کھڑے ہو سکیں“ بلا دلیل ہے۔ اسی بیماری کی حالت میں آپ کا مسجد نبوی میں نماز کے لئے چل کر جانا اور بیٹھ کر نماز پڑھنا ثابت ہے لہذا فراس راوی کی روایت میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۷) بعض صحابہ کی فضیلتوں کا دوسرے صحابہ کی فضیلتوں سے مقابلہ کرنا عقل مندی نہیں ہے۔ یہ عام لوگوں کو بھی معلوم ہے کہ انبیاء و رسل میں بعض کو بعض پر فضیلت حاصل ہے لہذا اگر بیٹیوں میں سے ایک کو دوسری بیٹیوں پر کچھ فضیلت ثابت ہوگئی تو اعتراض کی کیا بات ہے؟ اب ”حقیقی سیدۃ النساء کون؟“ کے سلسلے میں غور طلب امور پر تبصرہ درج ذیل ہے:

(۱) قرآن میں ”یا نساء النبی“ کے خطاب اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے جتنی ہونے کا یہ مطلب کہاں سے آگیا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جنہتی عورتوں کی سردار نہیں ہیں؟



(۲) ازواجِ مطہرات کو دوہرا جملنے کا یہ مضموم کس طرح بن گیا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جنتی عورتوں کی سردار نہیں ہیں؟ کچھ تو غور کریں!

یاد رہے کہ یہ کہنا ”جو عمل سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما انجام دیں تو انہیں ایک اجر ملتا ہے“ بالکل بلا دلیل اور بے ثبوت ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

(۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں (رضی اللہ عنہن) کی فضیلت کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جنتی عورتوں کی سردار نہیں ہیں۔ کیا جنت میں دنیا والی سرداری ہوگی؟ کیا کوئی بد نصیب یہ کہہ سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جنتی عورتوں کی سردار کہہ کر قرآن کا انکار کر دیا تھا؟ خاص دلیل کے مقابلے میں عموماً سے استدلال کر کے جو مسئلے گھڑنا ان لوگوں کا کام ہے جو دراصل قرآن و حدیث پر ایمان نہیں رکھتے۔

(۴) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت نہیں ہے۔ خاص کے مقابلے میں عام دلیل پیش کرنا غلط ہوتا ہے۔

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ تمام صحابہ، اہل بیت اور ازواجِ مطہرات کو بے شمار فضیلتیں حاصل ہیں اور سب جنت میں راضی خوشی رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی وہ اللہ سے راضی۔

یہ کہنا ”اصل مقام فضیلت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حاصل ہے اور یہ مقام کسی اور کو حاصل نہیں ہو سکتا“ بے دلیل ہے۔ کیا سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بھی یہ مقام حاصل نہیں ہو سکتا؟ بے دلیل باتیں لکھنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے لہذا بات گول نہیں کی گئی۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کے ساتھ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا، سیدہ آسیہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ مریم رضی اللہ عنہا کا ذکر بھی صحیح حدیث میں آیا ہے۔ دیکھئے مسند احمد (۱/۲۹۳ ج ۲۶۸ و سندہ صحیح)

(۵) نکاح کی ممانعت سے یہ مطلب کہ ہر سے آنکلا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جنتی عورتوں کی سردار نہیں ہیں؟ سبحان اللہ!

(۶) کسی مومن کے نزدیک ازواجِ مطہرات کی فضیلتوں کا انکار نہیں بلکہ ہر صحیح وثابت فضیلت واجب التسلیم ہے۔ سیدنا امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ اور تمام مومنین کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ماہیں ہیں لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جنتی عورتوں کی سردار نہیں ہیں۔ اہل ایمان کا یہ اتیان خصوصیت ہے کہ وہ صحیح احادیث پر ایمان لاتے ہیں اور سیدۃ نساء اہل البیت والی حدیث بالکل صحیح، یقینی اور قطعی ہے لہذا اس پر ایمان لانا فرض ہے۔ منکرین حدیث کے راستوں پر وہی لوگ گامزن ہیں جو قرآن و حدیث پر ایمان نہیں لاتے۔

(۷) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ فضیلت بالکل صحیح وثابت ہے۔

(۸) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت والی حدیث بھی صحیح وثابت ہے اور اسی طرح یہ حدیث بھی صحیح وثابت ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

فتاویٰ علمیہ (توضیح الاحکام)

ج 2 ص 247



محدث فتویٰ